ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

## منبر ومحراب فاؤنڈیشن

کی جانب سے خطباء وائمہ مساجد کی خدمت میں جمعہ کے موقع
پر خطاب کیلئے ہر چہارشنبہ کی شام ملک کے حالات کے تناظر
میں ملت کی رہنمائی ورہبری پر مبنی دینی ملی سماجی اور معلوماتی
اہم ترین مضامین ارسال کئے جائیں گے۔ اِن شاء اللہ

ہفت روزہ

# پیام منبر ومحراب


سلسلہ نمبر: **343**

15-05-2024



9989666811

youtube.com/mmfindia

t.me/mmfi_channel

www.mmfi.info



ناشر:

مُلک کے ائمہ وخطبار کا نمائندہ ادارہ

منبر ومحراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA



# 16-9-408/P/45, Masjid-E-Alfalah Complex, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyd-36

بسم الله الرحمن الرحيم

# انتخابات کے بعد ہم کیا کریں؟

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین وَالصَلوۃُ والسَلامُ علٰی سَیِدِالاَنبِیاءِوَالمُرسلین مُحَمدٍوَ آلہ وَصَحبِہٖ اَجمَعِین، اَمَابَعد۔
فقد قَالَ اللہُ تعَالٰی فی کَلامہ المَجید،اَعوذُبِاللہ مِن الشَیطٰنِ الرَجِیم ۔بِسمِ اللہ الرَحمٰنِ الرَحِیم :

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (المنافقون:۸)

وقَالَ تَعالى فِي مقَام آخر: قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:۲٦)

عَنْ ثوبان قَال قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ. (رواہ ابو داؤد:۴۲۹۷)

سامعین محترم وحاضرین کرام!

جمہوری ملکوں میں انتخابات کا عمل کوئی انوکھی بات نہیں ہے، دنیا میں ہر وقت کہیں نہ کہیں یہ عمل ہوتا رہتا ہے اوراس کے نتیجے میں تبدیلیاں بھی رونما ہوتی ہیں، شاید ہی کسی زمانے کے انتخابات ملکی سطح پر اس قدر مرکز توجہ رہے ہوں،جس قدراس زمانے اوران حالات میں ہیں۔

مختلف مراحل میں ہم بھارت کے سب سے بڑے انتخابات سے فارغ ہو چکے ہیں اور شدت کے ساتھ نتائج کے انتظار میں ہیں۔ جوں جوں وقت گذر رہا ہے سیاسی گہما گہمی بھی دھوپ کی شدت کی طرح آگ برسا رہی ہے۔ چونکہ انتخابی موسم بہت ہی نشیب وفراز کی طرح ہوتے ہیں دھوپ اور چھاؤں کی طرح ہوتے ہیں دن اور رات کی طرح ہوتے ہیں جسمیں ایک عام انسان یہ سمجھ ہی نہیں پاتا کہ اونٹ کب کس کروٹ بیٹھنے والا ہے کب کونسی کشتی ڈگمگانے والی ہے اور کب کونسا سیاست داں کیا کہنے اور کرنے والا ہے اگر کسی دانشمند فرد سے یہ پوچھا جائے کہ دنیا میں سب سے چالاک اور موقع پرست کون ہوتا ہے تو ہمارا خیال یہ ہیکہ وہ بنا کوئی سانس لیے فوری کہے گا کہ سیاست داں ہی سب سے چالاک اور موقع پرست ہوتا ہے اور یقیناً اس میں کوئی دورائے بھی نہیں ہیکہ سیاست داں جھوٹ تو اتنی آسانی سے بول سکتا ہیکہ وہ جھوٹ بول بول کر جھوٹ کو سچ بنا دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہیکہ جس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے لیکن اسکو اپنے سیاسی مفاد کی خاطر فسانہ بنا دیا جاتا ہے تا کہ سیاسی ڈنکا جم کر بجے اور عوامی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جائے۔

پارلیمانی الیکشن کے بعد نتائج کو لے کر ملک کی مجموعی صورت حال، قانون وآئین کی بالادستی نیز مسلمانوں کے

مستقبل کو لے کر جو تشویش کی لہر چل رہی ہے، ان سب کو صرف ظاہری اسباب سے جوڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے؛ بلکہ رجوع الی اللہ کے ساتھ عملی اعتبار سے اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیے۔ حالات یقیناً نہ صرف ایمانی و مذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے؛ بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے عام مسلمانوں کے لئے بھی جو گرد و پیش کے احوال کو دیکھتا، اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے، سخت مشکل نظر آرہے ہیں؛ لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کارخانۂ عالم کی باگ ڈور ہے، جو دین کا محافظ، حق کا حامی، مظلوم کی مدد کرنے والا، پامال اور خستہ حالوں کو اٹھانے والا اور سرکش و متکبر کو نیچا دکھانے والا ہے اور جس کی شان ہے کہ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ، دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔ (الاعراف ۵۴) جس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے کہ : اللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (آل عمران ۲۶) ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح و مغلوب قوم کے غالب آنے اور ایک فاتح اور غالب ملک کے مغلوب ہونے کے بارے میں نہ کوئی اُمید تھی نہ کوئی پیشین گوئی کی جرأت کرسکتا تھا، قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا ہے : پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے خدا کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے۔ (سورہ روم ۴۔۵) لیکن اس تبدیلیٔ حال اور اس خطرہ سے بچنے کے لئے، جو اَب مشاہدہ اور تجربہ کی شکل میں آگیا ہے، ضروری ہے کہ تمام مسلمان اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمان رجوع الی اللہ، انابت، توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال (گریہ وزاری) کا خاص اہتمام کریں۔ قرآن مجید کی صریح آیت ہے : اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورہ بقرہ ۱۵۳) ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا : بھلا کون بے قرار کی التجا کو قبول کرتا ہے، جب وہ اس سے دُعا کرتا ہے اور کون (اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے۔ (سورہ نمل ۶۲) دوسری جگہ فرمایا گیا: اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، عجب کیا ہے کہ تمہارا پروردگار (اسی سے) تمہارے گناہ تم سے دور کردے۔ (سورہ تحریم ۸)

خود رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ ذرا بھی کوئی پریشانی کی بات آتی تو فوراً نماز کی کی جانب متوجہ ہوتے اور نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے اور دُعا میں مشغول ہوجاتے۔ حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں : آپ ﷺ کو جب کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تھی تو آپؐ نماز شروع کردیتے۔ (ابوداؤد) حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت ہے : رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تیز ہوا والی رات ہوتی تو آپؐ کی پناہ گاہ مسجد ہوتی۔ آپ ﷺ

وہاں اس وقت تک تشریف رکھتے کہ ہوا ٹھہر جاتی، اگر آسمان میں سورج یا چاند کو گہن پڑتا تو نماز ہی کی طرف آپؐ کا رجوع ہوتا اور آپؐ اس وقت تک نماز میں مشغول رہتے کہ گہن ختم ہو جاتا۔ (طبرانی فی الکبیر)

الغرض : یہ ایک کام ہوا کہ ہم اللہ پر توکل کریں، اس کی طرف رجوع کریں، اپنے دین سے وابستہ رہیں اور توبہ واستغفار کرتے رہیں۔ حدیث پاک میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہو اس نے ایمان کا مزا چکھا لیا۔ شارحین حدیث کہتے ہیں: اللہ سے راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے، رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے، کفر کی رسومات کے قریب نہ پھٹکے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے راضی ہونے کہ پہچان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے۔ اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے مزے کی خبر نہیں۔

یہ دنیا اور یہاں کی ہر چیز فانی ہے، یہاں کسی چیز کو ثبات حاصل نہیں، ہر آن تغیر ہے، ہر لمحہ تبدیلی ہے، راحتیں کلفتوں میں بدل جاتی ہیں، اور آزمائشیں کامرانیوں کی نوید بن جاتی ہیں، شر کے ہولناک اندھیروں کی جڑ سے خیر کے اجالے پھوٹتے ہیں، اور خیر کی بڑھتی روشنی پر شر کی سیاہی حاوی ہو جاتی ہے، کبھی عیش کی راحت بھری چھاؤں ہے، تو کبھی غم کی تپتی ہوئی دھوپ، اور انسانی زندگی ہے، جو انہی حالات کے درمیان جھول رہی ہے، راحتیں پیش آتی ہیں تو انسان اکڑتا اور اتراتا ہے، اور اسے اپنا حق قرار دیتا ہے اور پریشانیاں گھیرتی ہیں تو گھبراتا اور منتیں کرتا ہے اور بہت جلدی مایوس ہونے لگتا ہے، ارشاد باری ہے: لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ، وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي، وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ (فصلت ۴۹۔۵۱) انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اسے کوئی برائی چھو جائے تو ایسا مایوس ہو جاتا ہے کہ ہر امید چھوڑ بیٹھتا ہے، اور جو تکلیف اسے پہنچی تھی اگر اس کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو وہ لازماً یہ کہے گا کہ یہ میرا حق ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا: اور جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور جب اسے کوئی برائی چھو جاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

فرد کی زندگی میں بھی اتار چڑھاؤ ہے اور قوموں کی زندگی میں بھی نشیب و فراز ہے، کبھی قومیں بڑھتی اور چڑھتی ہیں اور کبھی رکتی اور سمٹتی ہیں، کبھی فتح کا پرچم لہراتی ہیں اور کبھی شکست وریخت سے دوچار ہوتی ہیں، اللہ کو یہی منظور ہے، یہی ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا، غزوہ احد میں صحابہ کی شکست کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے اپنی اسی سنت کو بیان کیا ہے: اِنْ یَمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران ۱۴۰) اگر تمہیں

ایک زخم لگا ہے تو (تمہارے دشمن) لوگوں کو بھی زخم پہلے لگ چکا ہے، یہ تو آتے جاتے دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں اور (تمہاری شکست سے) یہ مقصد تھا کہ اللہ ایمان والوں کو جانچ لے، اور تم سے کچھ لوگوں کو شہید قرار دے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔''

قوموں کو جب عروج نصیب ہوتا ہے تو ان کے لیے اپنے دین دھرم، تہذیب وکلچر، زبان وادب، علمی ورثے، تاریخی آثار اور قومی وملی تشخص کی حفاظت کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، وہ اگر اس پہلو پر توجہ دیتی ہیں تو وہ ان چیزوں کی حفاظت کے ساتھ اس کو بآسانی فروغ بھی دیتی ہیں؛ بلکہ طاقت کے زور پر دوسری کمزور قوموں پر اپنی چیزوں کو تھوپنے پر بھی کامیاب ہوجاتی ہیں، انبیاء کے مخالفین نے ہمیشہ اپنے مذہب اور قومی عادات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں پر طاقت کے بل بوتے تھوپنے کی سرتوڑ کوششیں کی ہیں، کئی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے :وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ (ابراھیم ۱۳)

اور جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا تھا انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال کر رہیں گے یا (بصورت دیگر) تمہیں ہمارے دھرم میں واپس آنا پڑے گا؛ چنانچہ ان کے پروردگار نے ان پر وحی بھیجی کہ یقین رکھو ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

لیکن جب قومیں سیاسی اعتبار سے مغلوب، یا تعداد وسائل کے اعتبار سے کمزور اور محکومیت کی زنجیر کی وجہ سے بے بس ہوتی ہیں، جنہیں قرآن اپنے الفاظ میں مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ کے الفاظ سے بیان کرتا ہے، تو پھر ایسی قوموں کے لیے مخالف ماحول میں اپنے وجود اور تشخص کو باقی رکھنا بڑا چیلنج ہوتا ہے، جن قوموں کے پاس اپنا کوئی مذہب اور کوئی فلسفۂ حیات نہیں ہوتا، یا اس طرح کے مخالف حالات سے نبرد آزما ہونے کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا، وہ تو بہت جلد ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر کے حالات سے صلح کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہیں، اور حکمراں قوم کے رنگ میں ڈھل کر جلد ہی اپنے وجود وتشخص کو کھودیتی ہیں۔

مگر جن قوموں کے پاس اپنا کوئی مذہب، تہذیب اور فلسفۂ حیات ہوتا ہے، ان کی تاریخ میں مخالف حالات سے نبرد آزما ہونے کے کامیاب تجربوں کے نمونے ہوتے ہیں، ان کے دین میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لیے رہنمایاں ہوتی ہیں، ایسی قومیں اپنی محکومیت ومغلوبیت کے زمانے میں طرح طرح کے نقصانات سے دوچار تو ضرور ہوتی ہے، ان کے بہت سے لوگ آزمائش کے بعض کٹھن موڑ پر ہمت ہار کر ساتھ چھوڑ بھی دیتے ہیں، بہت سے حصے ٹوٹ کر الگ بھی ہوجاتے ہیں؛ مگر وہ قومیں بحیثیت مجموعی اپنے وجود اور تشخص کی حفاظت میں بالآخر کامیاب ہوجاتی ہیں۔

یہود اپنی تاریخ کے طویل دور میں زبردست آزمائشوں اور سخت ترین غلامی کے دور سے گذرے ہیں، ان کی تاریخ کی دو بڑی تباہی کا ذکر خود قرآن میں اسراء کی آیت ۴ تا ۸ میں ہوا ہے، جن میں ایک تباہی ولادت مسیح سے پہلے اور دوسری ولادت مسیح کے بعد کی بتائی جاتی ہے، نزول قرآن کے بعد بھی یہودیوں کو مسلسل شکست وریخت اور نسل کشی کا سامنا کرنا پڑا ہے، ہٹلر کی نازی افواج کے ہاتھوں یہودیوں نسل کشی یہودیوں کی آزمائشی زنجیر کی ایک کڑی ہے؛ لیکن ان سب کے باوجود یہودیت زندہ رہی، مذہب اور مذہبی کتابوں سے ان کی وابستگی ہی اس حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ رہی ہے۔ عیسائیت دنیا کے مختلف ملکوں میں اقلیت میں رہی اور محکومیت ومغلوبیت سے دوچار رہی؛ لیکن مذہبی رسومات سے وابستگی کی وجہ سے وہ ان ملکوں میں اپنے وجود کو بچانے میں کامیاب رہی۔

مسلمان بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں محکومیت اور غلامی کے سخت ترین دور سے گذرے، تاتاریوں کے ہاتھوں دارالخلافہ بغداد کی وسیع آبادی کو تہ تیغ کیا گیا، شہر کو نذر آتش کیا گیا، کتب خانے جلادئے گئے۔ اسپین میں مسلمانوں کا مکمل صفایا کر کے جارحیت کی بدترین مثال قائم کی گئی۔ مصطفی کمال اتاترک کے ترکی اور سویت یونین کے زیر اقتدار وسط ایشا کی مسلم ریاستوں میں اسلام کو مٹانے کی کیا کچھ کوششیں نہیں ہوئیں، اسلام، قرآن، دینی علوم اور حد یہ ہے کہ عربی زبان تک سے بھی مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دیا گیا، مسجدیں میوزیم میں تبدیل کردی گئیں، اسلامی سرگرمیاں یک لخت موقوف ہوگئیں، اور مدتوں فضا میں ایک سناٹا چھایا رہا؛ مگر ان سب کے باوجود مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا شعور باقی رہا، گرچہ یہ شعور بعض مرحلوں میں اتنا کمزور اور مدھم ہوگیا کہ محسوس بھی نہیں کیا جاسکتا تھا؛ مگر اسلام سے وابستگی اور مسلمان ہونے کا یہی احساس انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لانے میں معاون بنا؛ چنانچہ جیسے ہی جارحیت اور ظلم کے بادل چھنٹے، راکھ میں دبی ہوئی چنگاری شعلے میں تبدیل ہوگئی، اور ہر جگہ اسلام اور اسلامیت کے مناظر نظر آنے لگے، نئی نسلوں نے دین کی متاعِ گمشدہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر حاصل کرنا شروع کیا اور ایک اسلامی لہر وجود میں آ گئی۔ اسپین جہاں مسلمانوں کا صفایا ہی کردیا گیا تھا، وہاں سے بھی اسلام کو ہمیشہ کے لیے نکالا نہ جاسکا؛ چنانچہ جب آمدورفت کے تیز رفتار وسائل پیدا ہوئے، سفری آسانیاں وجود میں آئیں، اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ ہوا، تو معاش کی تلاش میں مسلمان ایک بار پھر اس خطے میں داخل ہوئے؛ چنانچہ آج اسپین میں مسلمانوں کی تعداد ایک ملین سے زائد ہے، ان کے دینی مدارس ہیں، مساجد کی تعداد بارہ ہزار سے زائد ہے۔

الغرض ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اپنا احتساب کریں، اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور مایوسی کو ہرگز قریب نہ آنے دیں، حالات سے مایوس ہوجانا سخت بزدلی اور نامردی ہے، مسلمانوں کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اس کے والی اور حامی اللہ تعالیٰ ہیں، مسلمان اگر اپنے دل میں اللہ کا ڈر رکھے، ان کے نبی کی پیروی دل سے کرے تو اس کا کوئی طاقت کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ ہر آن اسے اس کا دھیان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں، تمام طاقت

کا سرچشمہ للہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کی معیّت کے بعد کسی بھی مخلوق کا کچھ ڈر نہیں، مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔حضور اکرم کے سامنے غزوہ احد میں مسلمانوں کو ایک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا، کیفیت مایوسی ہی کی تھی، کفار کا سالارِ لشکر نعرہ پر نعرہ لگا رہا تھا کہ لَنا العُزیٰ ولاعُزیٰ لکم (ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارے لئے عزیٰ نہیں ) عزیٰ کفار کا ایک بت تھا، شاید عزت وغلبہ کا بت رہا ہو، اس کے جواب میں رسول اللہ انے فرمایا کہ تم لوگ کہو :اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم (اللہ ہمارا والی وکارساز ہے اور تمہارا کوئی والی وکارساز نہیں )

اللہ تعالیٰ مشکل سے مشکل حالات میں مدد فرماتے ہیں، مسلمانوں سے للہ تعالیٰ نے یہ کہیں وعدہ نہیں کیا ہے کہ تم پر کوئی مشکل نہیں پڑے گی؛ مگر صبر وتقویٰ کے بعد نصرت وفتح کا وعدہ ضرور ہے۔اور یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ للہ ورسول کے نام پر کسی کو دکھ پہونچایا جائے ، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے نہ جانے کتنے عروج سے سرفراز فرمائیں گے۔اس لئے خوف وہراس کو برطرف کر کے مردانہ وار صبر واستقلال سے، للہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کر کے دل کو مضبوط رکھنا چاہئے، کسی بے گناہ پر ظلم نہ کرے، افواہیں نہ پھیلائے ، بے صبری کا کوئی کام نہ کرے، آپس کے انتشار وافتراق کو ختم کرے۔پھر دیکھے کہ للہ تعالیٰ کی مدد کس طرح بڑھ بڑھ کر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد فرمائیں، ہمارے دلوں کو مضبوط بنائیں، اور اپنے اوپر سچا اعتماد وتوکل نصیب فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

# موضوع سے متعلق آیات وروایات

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الأَمْوَالِ وَالأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. (البقرہ ۱۵۶)

ترجمہ : اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجیے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ. وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي. (فصلت:۴۹)

ترجمہ: انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اسے کوئی برائی چھو جائے تو ایسا مایوس ہو جاتا ہے کہ ہر امید چھوڑ بیٹھتا ہے، اور جو تکلیف اسے پہنچی تھی اگر اس کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو وہ لازماً یہ کہے گا کہ یہ میرا حق ہے۔۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ. (العنکبوت:۲۔۳)

ترجمہ: تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے ہیں" اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؛ حالانکہ ہم ان سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں۔ اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنہوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللهِ. (البقرۃ ۲۱۴)

ترجمہ : کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمھیں ابھی وہ مصیبتیں پیش ہی نہیں آئیں جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں کو پیش آئیں تھی۔ ان پر اس قدر سختیاں اور مصیبتیں آئیں کہ انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ تا آنکہ خود رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟

إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ. (یوسف ۸۷)

ترجمہ : کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید تو کافر لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، نَحْنُ اَوْلِیَآءُ کُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَاتَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَاتَدَّعُوْنَ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۔ (سورہ حم السجدۃ:۳۲)

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اپنے اس قول پر مضبوط رہے، ان پر فرشتے مسلسل اُترتے ہیں کہ نہ کچھ اندیشہ کرو، نہ افسوس میں پڑو اور جنت کی خوش خبری حاصل کرو، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تمہارا جی چاہے، اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو، یہ سب سامان مہمانی ہے، مغفرت کرنے والے رحم وکرم کرنے والے کی جانب سے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلاَثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلاَلٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلاَّ شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلاَلٍ، قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلاَلٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُهُ تَحْتَ إِبْطِهِ. (ترمذی: ۲۴۷۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ کی راہ میں ایسا ڈرایا گیا کہ اس طرح کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے ایسی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں کہ اس طرح کسی کو نہیں پہنچائی گئیں، مجھ پر مسلسل تیس دن ورات گزر جاتے اور میرے اور بلال کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوتا کہ جسے کوئی جان والا کھائے سوائے تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے“ امام ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث میں وہ دن مراد ہیں کہ جب آپ ﷺ اہل مکہ سے بیزار ہو کر مکہ سے نکل گئے تھے اور ساتھ میں بلال رضی اللہ عنہ تھے، ان کے پاس کچھ کھانا تھا جسے وہ بغل میں دبائے ہوئے تھے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ المَوْتِ، وَالعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ، قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، يَقُولُ: حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا، وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الأَكْبَرِ، وَإِنَّمَا يَخِفُّ الحِسَابُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا، وَيُرْوَى عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: لاَ يَكُونُ العَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ. (ترمذی رقم الحدیث: ۲۴۵۹)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کر لے اور موت کے بعد کی زندگی کے

لیےعمل کرے اور عاجز و بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگادے اور رحمت الٰہی کی آرزو رکھے"۔

امام ترمذی کہتے ہیں "من دان نفسہ" کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلے اس سے پہلے کہ قیامت کے روز اس کا محاسبہ کیا جائے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور "عرض الا کبر" (آخرت کی پیشی) کے لیے تدبیر کرو، اور جو شخص دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے قیامت کے روز اس پر حساب و کتاب آسان ہوگا۔ میمون بن مہران کہتے ہیں: بندہ متقی و پرہیز گار نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جیسا کہ اپنے شریک سے محاسبہ کرتا ہے اور یہ خیال کرے کہ میرا کھانا اور لباس کہاں سے ہے۔

## عربی خطبہ

إنّ الحمدَ للهِ نحمدُهُ ونستعينُهُ، وَنعُوذ باللهِ منْ شرورِ أنفسنَا ومنْ سيئاتِ أعمالنا منْ يهدهِ اللهُ فلَا مُضلّ لهُ ومنْ يُضلِلْ فلا هادىَ لهُ، وأشهدُ أنْ لا إلهَ إلا اللهُ وحدهُ لا شريكَ لهُ، وأشهدُ أنّ محمدًا عبدُ اللهِ ورسولُهُ، بعثهُ اللهُ رحمةً للعالمينَ، صلّى اللهُ عليهِ وآلهِ وأصحابهِ، وسلَّم تسليمًا كثيرًا، أمّا بعدُ: فاتّقوا اللهَ أيها المؤمنونَ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُون (آل عمران: ١٠٢)

عبادَالله: إنَّ تفويض الأمرِ للهِ جلَّ وعَلا صفةٌ عظيمةٌ من صفاتِ أهلِ الإيمانِ، ودليلٌ على قوةِ اليقينِ وحُسنِ الظنّ بالواحدِ الدّيّانِ، وهو روحُ التوكلِ ولبّهُ وحقيقتهُ، وهو إلقاءُ العبدِ أمورَه كلَّها إلى اللهِ، وإنزالُها به طلباً واختياراً، لا كُرهاً واضطراراً.

والمؤمنُ عندمَا يقولُ هذا الدعاءَ: (وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ)، يخرجُ منْ حولهِ وقوّتِهِ، إلى حولِ ربِّهِ وقوّتِهِ، فيكفيهِ اللهُ تعالى شرَّ مَنْ ظَلَمَهُ، وَيَأْخُذُ لَهُ حقَّهُ مِنْهُ، ويجعلُ لهُ مِنْ أَمْرِهِ فرَجًا ومخرجًا. ومَا أجملَ أنْ يجعلهَا المسلمُ سجيتَهُ، وأنْ يلجأَ إلى ربّهِ، ويسألَهُ مَا شَاءَ مِنْ أُمُورِ دينِهِ ودُنْيَاهُ، ويَطْلُبَ إِعَانَتَهُ وتَوْفِيقَهُ، وأنْ يُفَوِّضَ أَمْرَهُ لَهُ. وَالأَجْمَلُ منْ ذلكَ أنْ يستسلمَ العبدُ ظاهرًا وباطنًا إلى مولاهُ وخالقِهِ، ويقفُ بينَ يديهِ وقفةَ العبدِ الضعيفِ المنكسرِ، ويوكِّلَهُ فى تدبيرِ جميعِ شؤونِهِ، ويرضى بقضائِهِ وقدرِهِ.

وكانَ نبيُّنَا صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ أكثرَ الناسِ وأصدَقهمْ فى تفويضِ أمرِهِ إلى اللهِ، بلْ إنَّ

ذلكَ كانَ مِنْ سجيَّتِهِ وخُلقِهِ، وكانَ دائمًا يُكْثِرُ مِنْ دُعَاءِ رَبِّهِ ومولَاهُ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِى إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِى إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِى إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ (رواه البخارى ومسلم).

أَقُولُ قَولِى هَذَا وأَسْتَغْفِرُ اللهَ العَظِيمَ لِى ولَكُمْ ولسَائرِ المُسلِمينَ من كُلِ ذَنب فاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيمُ.

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊